ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سرائیکی گیت نگاری کا موضوعاتی تنوع

محمد صابر شفیق[1]، ڈاکٹر سید صفدر حسین[2]

Abstract

The fame that song got in poetry couldn't be attained by any other genre of literature. Intelligentsia have explained it in accordance with their learning and experience. Song gains the attention & interest of the public. The formation of song is limited to its particular genre composition. But there is a whole world of variety of song. Song reflects the social attitudes and heart felt emotions. It is accepted by all that song is the channel to express the feelings of life. The principal topics of songs are meeting &separation, delight and disappointment, religion & culture, beauty, love, Diaspora, faithfulness, deception, season, hope and hopelessness. In fact, song has magical powers to provide solace to a grieved person for some moment.

انسان جب ماضی کے پر تحیر لمحوں میں جھانکتا ہے تو اس میں بہت سی نا سمجھی حرکات کی ایک کائنات بسی نظر آتی ہے۔اس کی حسین یادیں اٹوٹ رشتے نابغہ تعلق اور جوانی کی تمام بوالعجبیوں کی دلفریبی ایک لمحہ کو عالم حیرت میں گم کر دیتی ہے۔ بہت سی تلخ یادیں اور کٹھن تجربے اس کی رہنمائی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یادوں کے اس سحر میں کھوتے ہی اس کے لبوں پر کچھ البیلے چھبیلے سے ریڈیو پر بجنے والے لوک گیت اپنے ترنم اور دلی کیفیت کو تروتازہ کرنے والی دھنیں مچلنے لگتی ہیں۔اس کے ساتھ ہی جسم تھرکنے لگتا ہے اور لبوں پر کبھی نراس تو کبھی فرحت آمیز گیتوں کے بول مچلنے لگتے ہیں۔

سرائیکی وسیب کے عہد قدیم میں تفریح طبع کے بنیادی ماخذات میں ناٹک تھیٹر اور لوک گیت تھے۔ناٹک اور تھیٹر کے لیے تو باقاعدہ طور پر ایک تربیت یافتہ گروہ کی ضرورت ہوتی ہے مگر لوک گیت یا گیت کے لیے صرف ایک شخص کا ہونا کافی ہے ایسے میں اگر تنہائی میسر آجائے تو کیا ہی بات ہے۔

گیت کاری پہلے پہل اپنے جذبات کی تسکین اور ذہنی خلفشار سے نجات کے لیے نسخۂ مجرب سمجھی جاتی تھی مگر بعد ازاں اس شعبہ کو اقتصادی بدحالی سے چھٹکارہ پانے کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس شغل نے پیشہ کی شکل اختیار کر لی۔ گیت کاری کو آواز کے ساتھ ساز کی سنگت میسر آئی تو نہ صرف یہ کہ یہ شعبہ ترقی کی منزل مقصود تک جا پہنچا۔ گیت کاری کے اسرار ورموز پر تکنیکی مباحث معرض وجود میں آئے تو گیت کا سائنسی مطالعہ و تجزیہ کیا گیا۔ اس کو ثقافت اور لوک ادب سے جوڑ کر اہل علم اور نقادان و محققین نے اس کے تعارف کے لیے چند ماہرانہ آراء قائم کیں جن کا تجزیاتی و تحقیقی مطالعہ کچھ اس طرح ہے۔

بمطابق جامع اللغات:۔

گیت، (ھ) گانا، راگ، نغمہ، سرود، وہ متن جو گایا جائے، شعر، چھند، دوہا، نظم، بھجن، پد وغیرہ۔(۱)

بمطابق نور اللغات:۔

گیت، (ھ) مذکر ہندوی نظم، بھجن، گیت، گانا۔(۲)

اس ضمن میں ایک سرائیکی نقاد اور محقق دلشاد کلانچوی کی رائے ہے کہ

گیت: (گی۔ت) (ہ۔مذ) گانا راگ، سرود، ہلکا پھلکا کلام۔(۳)

اس بارے میں محمد افتخار شیخ کا خیال ہے کہ

"گیت خالص ہندی صنف ہے۔ گیت کے موضوعات میں تنوع ہوتا ہے۔ اس میں عشق و محبت، محنت و مشقت، عبادت و ریاضت اور جنس کے ارضی پہلوؤں کو بڑی آسانی سے بیان کیا جاتا ہے۔"(٤)

ڈاکٹر علی محمد خان اور ڈاکٹر اشفاق ورک کی مشترکہ رائے ہے کہ

---

[1] (پی۔ایچ۔ڈی۔سکالر) اسسٹنٹ پروفیسر ڈگری کالج اچ شریف

[2] پروفیسر شعبہ سرائیکی دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

"گیت ہندی زبان کا لفظ ہے۔اس کا مطلب راگ نغمہ یا گائی جانے والی چیز ہے"(۵)

پروفیسر ڈاکٹر بیگم بسم اللہ نیاز احمد نے گیت کے بارے میں کہا ہے کہ

"گیت ایک ایسے حسین امتزاج کا نام ہے جس کے جسم میں شاعری، موسیقی اور رقص تینوں فنون لطیفہ کے خدوخال نظر آتے ہیں۔گیت اصطلاح عام میں ایک گانا ہے جو گایا جاتا ہے۔جس میں ترنم اور شیرینی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔" (٦)

کسی بھی شعری ادب میں ہر صنف کی اپنی ایک مخصوص چھاپ اور ساخت ہے۔اگر کچھ اصناف معمولی فرق کے ساتھ ملتی جلتی ساختی ہیئت لیے ہوئے ہیں۔مگر موضوع کے حوالے سے ان کی تقسیم و تفریق سامنے آتی ہے۔ادب کی ہر صنف میں ہیتی تجربے کیے گئے ہیں مگر فکر اور موضوع کے تنوع نے اس صنف کی بہر صورت پہچان گم نہیں ہونے دی۔

ڈاکٹر قیصر جہاں کے بقول

"گیت کا اہم موضوع حُسن عشق اور اس سے متعلق کیفیات وواردات ہیں" (۷)

گیت کی غنائیت کو برقرار رکھنے کے لیے کچھ مصرعے مخصوص کر کے ٹیپ کے مصرعے قرار دے دیے جاتے ہیں جس سے مصرعی کی تکرار موسیقیت کا سبب بنتی ہے۔ٹیپ کا مصرعہ درحقیقت ایک ایسی ڈور ہے جس سے گیت کے مکھڑے یا استھائی سمیت تمام بند بندھے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔بقول نفیس اقبال

"گیت فطرت کے ایک بہت حسین راز کے اظہار کی ایک صورت ہے۔" (۸)

اجتماعی گیت کاری کا قیاس اپنی جگہ مگر انفرادی طور پر گیت کبھی غم کے پیراہن میں مرثیے اور بین کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو کبھی خوشی کے لبادے میں۔ ماہیہ،ٹپہ، بگڑو، سمی،لولی، لڑھاؤ اور سہرے کے رنگوں میں ڈھل جاتے ہیں۔گیت مذہب کی اوٹ لیں تو نعتیہ ، حمدیہ پیکر میں ڈھل جاتے ہیں۔سماجی اور حب الوطنی کا علم تھام لیں تو ترانوں کا روپ دھار لیتے ہیں۔

موضوعات کا جو تنوع گیت کی صنف میں ضم ہوا ہے۔کسی اور صنف شاعری میں در نہیں آیا۔گیت کے عمومی موضوعات میں سراپا محبوب، پھول منظر، ہجر و وصال، عشق ،روگ ،گلا ، شکایت، موسم، رنگ، چوڑی،لباس ، دوپٹہ کاجل، آنکھ ،ناک، مقیاس الشباب، بال، چال، تل مہندی، مسکراہٹ، غم، اشک شوئی، ہنسی، ٹھٹھہ،مذاق،اشتیاق، قنوطیت،رجائیت،اعتقادوابہام،شکوہ،شکریہ،دیدار،اغیار،اخلاص اور زندگی کے تقریباً تمام مسائل کا احاطہ صنف گیت میں درج کیا جاسکتا ہے۔اس ضمن میں اگر چند چنیدہ شعراء کی گیت کاری کا مطالعہ کیا جائے تو ان کے اسلوب نے بھی گیت کی تخلیقی روح کو منور و معطر کر دیا ہوا ہے۔ایک معتبر گیت کار سلیم احسن نے ہجر و فراق کو کچھ اس طرح اپنے گیت میں سمویا ہے۔

میں ہجر وچھوڑے کٹھی وے
ماہی گھن آ لبی چھٹی وے
تیڈی صورت کوں جند لوہندی اے
اکھ رو رو کے رت چوہندی اے۔(۹)

سماجی رویوں کا انسانی حیات پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔سماج کا بگاڑ اور سدھار انسان کے تہذیب و تمدن اور رویوں کی نوعیت پر ہوتا ہے۔کریم بخش شعیب سرائیکی گیت کاری کے حوالے سے ایک معتبر نام ہے۔ان کے گیت کا ایک مکھڑا سماجی رویوں کا وکیل ہے۔

اے یاری کوڑی یاری اے
اج یاری وچ فن کاری اے
ہر جا تے دنیا داری اے
بس جھوٹ فریب مکاری اے۔(۱۰)

عہد عتیق سے لے کر ایک صدی پیشتر رابطوں کے لیے خط یا چٹھی وغیرہ کو مستند وسیلہ تصور کیا جاتا تھا۔اگرچہ عہد جدید میں یہ سلسلہ متروک و مردود ہو چکا ہے تاہم سرائیکی گیت کاری میں چٹھی کا دخل آج بھی ماضی کی طرح مقبول عام ہے۔بقول ڈاکٹر سید قاسم جلال

ڈاکیا وے ڈاکیا

گھن آ چٹھی یار دی

من موہڑے دلداردی۔(۱۱)

موسم کا طبع انسانی پر گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ بلکہ اچھا موسم اداس من میں بھی رجائیت کی عشرت کو دعوت عام دیتا نظر آتا ہے۔ مگر ایک موسم انسان کے اندر کا بھی ہوتا ہے۔ موسم انسان کے اندر کا ہو یا باہر کے ماحول کا اپنے اندر ایک عجیب مسرت کا حامل ہوتا ہے۔ ملک غلام فرید کھتر کے بقول

اکھیاں کوں بھال تیڈی دل مونجھ دے ٹکانے

بے حال مال سارا سنجے ڈسیندے بھانے

کلیاں نہ مار سانول موسم بہار دا ہے۔(۱۲)

موسم کی رنگارنگی اور بوندا باندی طبیعت میں مستی اور چین کے خزانے بھر دیتی ہے۔ عابدہ ملتانی نے اپنے گیت میں موسم کو اس طرح بیان کیا ہے۔

سوہنی رت بہار دی آئی

پھلاں نے وی رونق لائی

چن چن کلیاں ہار بناووں۔(۱۳)

جدائی ایک انسانی المیہ بھی ہے اور سماجی حقیقت بھی اس سے مفر نہیں جدائی ہر ملاپ کا منطقی انجام ہے۔ حیدر بزدار کے کہنے کے مطابق

شالا کہیں وی یار توں کوئی یار جدا نہ تھیوے

دل دی نگری وسدی رہوے پیار جدا نہ تھیوے

رانجھا سب دا سانجھا لو کو رانجھا سب دا سانجھا۔(۱٤)

انسان کی زندگی امید اور رجائیت سے منسلک ہے اگر امید کا در بند ہو جائے تو زندگی کی ساری رعنائیاں کٹھنائیاں بن جائیں۔ انسان اچھے دنوں کی امید میں اپنی زندگی کو مشکلات کی بھٹی میں ڈالتا ہے۔ بہتر کی توقع انسان کو ہمیشہ جینے کی امنگ دیتی ہے۔ فاروق راول جیسے مشہور گیت کار کے مطابق

ول آ ول آ خان پنل آ

ناں ڈے کوئی ارمان پنل آ۔(۱۵)

عشق اس کائنات کی پہلی اور آخری حقیقت ہے۔ یہ زندگی کا سنگھار اور جذبوں کا اظہار ہے۔ عشق مابعد طبیعاتی جذبہ ہے۔ عشق نے انسان کو طبقاتی تقسیم سے ماورا کر دیا ہے۔ جام بخت علی مسرور اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ

عشق رلایم ہوش بھلایم وسریے سبھ کاروے پنل آموڑ مہاراں

جند پیا جیویں انج نہ تھیویں بھل گیوں قول قرار وے پنل آموڑ مہاراں۔(١٦)

انسانی سماج ثقافت سے مالا مال رہا ہے ہر خطہ اور جغرافیائی قطعے میں اپنی اپنی ثقافت اور اپنے اپنے رسوم ورواج ہیں۔ مسلم معاشرے میں عید کا تہوار سب سے زیادہ جوش اور جذبے سے منایا جانے والا تہوار ہے۔ عید ایک خوشگوار کیفیت کا نام ہے اس کیفیت کو اقبال حسن بھپلا نے اپنے گیت میں یوں پیش کیا ہے۔

دلڑی تانگھ تنگھیندی رہی اے

پچھلی عید وی خالی گئی اے

آ ایں واری عید منا ونج

دل دے ویڑھے نچ نچ آونج۔(۱۷)

عید کے بارے عابدہ ملتانی نے اپنی دلی کیفیات کو اس طرح بیان کیا ہے۔

گھر گھر عید دا چن ہے چڑھیا

میڈا ڈھول نی ویڑھے وڑیا

کیوں نہ سانول آن وسایا

روروتے میں حال ونجایا۔(۱۸)

انسان ہمیشہ مل جل کر رہنے کو ترجیح دیتا ہے مگر کچھ معاشی مسائل سماجی عناد اور ناموافق حالات ترک سکونت پر مجبور کر دیتے ہیں۔اس طرح پردیس میں رہ کر اپنوں سے جدائی کو گلے لگانا پڑتا ہے۔جدائی ایک تکلیف دہ کیفیت کا نام ہے۔اس کیفیت کو کشور لودھراں نے کچھ اس طرح پردیس سے متاثر بندے کی جذبات نگاری کی ہے۔

ہتھ بدھ کے منت کردی

نہ ڈھولہ بن بے دردی

تے چن پردیس نہ ونج۔(۱۹)

شاعر جذبات رفیق ساحل نے رقیب کو جس طرح پیش کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔یہ دنیا پیار محبت کی متمنی رہتی ہے مگر کچھ لوگ رنگ میں بھنگ ڈال کر دو محبت کرنے والے دلوں کے بیچ نفرتوں اور بداعتمادی کی دیوار کھڑی کر دیتے ہیں۔رفیق ساحل نے رقیب کی توضیح کچھ اس طرح کی ہے۔

بخشیا ہئی سکھ چین آرام رقیباں کوں

ڈے گیا ہیں ڈکھ درد عذاب غریباں کوں

روندیں لنگھ گے سال اساں مسکیناں دا۔(۲۰)

سرائیکی گیت ایک معروف اور ہر دل عزیز صنف شاعری ہے۔اس کی بنیادی وجہ شاید اس کا عوامی جذبات کا نمائندہ ہونا ہے۔گیت عوام کے دلی جذبات کا خلاصہ اور اس عید کے انسانی رویوں کی کتھا ہوتی ہے جو اشعار کے ذریعے تاریخ کا حصہ بن رہی ہوتی ہے۔تاریخ میں شاید پہلا اظہار محبت کسی گیت کی صورت میں ہی بیان کیا گیا ہوگا۔

حوالہ جات

۱۔ جامع اللغات، جلد چہارم، مرتبہ خواجہ عبدالحمید، ۱۹۳۵، ص۔۳٤۱

۲۔ نیر، نورالحسن مولوی، نوراللغات، جلد چہارم، لاہور، امید پرنٹرز، دربار مارکیٹ، ۱۹۸۵، ص۔٤۱٤

۳۔ کلانچوی، دلشاد، سرائیکی لغات دلشادیہ، بہاول پور، سرائیکی لائبریری، ۱۹۷۹، ص۔۲۹۲

٤۔ شفیع محمد افتخار، اصناف شاعری، لاہور، عمیر عثمان شفیق پرنٹرز، ۲۰۱۸ء، ص۔٦۷

۵۔ علی محمد خان، ڈاکٹر، اصناف نظم ونثر، لاہور، الفیصل ناشران، ۲۰۱٤ء، ص۔۱۰۲

٦۔ بیگم بسم اللہ نیاز احمد، ڈاکٹر، پروفیسر، اردو گیت: تاریخ، تحقیق اور تنقید کی روشنی، دہلی ادارہ فکر جدید، دریا گنج، ۱۹۸۹ء، ص۔٤۳۔٦۱

۷۔ قیصر جہاں، ڈاکٹر، اردو گیت، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۷۷ء، ص۔۸

۸۔ نفیس اقبال، پاکستان میں اردو گیت نگاری، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸٦ء، ص۔۱۳

۹۔ احسن، سلیم، جھڑ جھولے، راولپنڈی، بک ڈپو، ۱۹۸٤، ص۔۱۰۹

۱۰۔ شعیب، کریم بخش، ہدہد سلیمانی، رحیم یار خان، پرنٹ ایکسپریس پرنٹرز، ۲۰۱۰ء، ص۔۱۸٦

۱۱۔ جلال، قاسم، پھلاں دی سیج، بہاول پور، مہتاب پرنٹرز، اکتوبر ۱۹۹۱ء، ص۔۱۰٦

۱۲۔ کہتر، ملک غلام فرید، صنم پتھریں دے، ملتان، جھوک پرنٹرز، اکتوبر ۲۰۰۷ء، ص۔۱۱۹

۱۳۔ ملتانی، عابدہ، ڈکھ داڈاج، ملتان، جھوک پرنٹرز، جنوری ۲۰۱۰ء، ص۔۱۰۰

۱٤۔ بزدار، حیدر، اساں نمانے لوک، ملتان، جھوک پرنٹرز، اپریل ۲۰۱٦ء، ص۔۱٦۳

۱۵۔ راول فاروق، روگ اچ ہیں، لاہور، علی فرید پرنٹرز، جنوری ۲۰۱۱ء، ص۔۷۷

۱٦۔ مسرور، حاجی جام بخت علی، آساں دے پھل، ملتان، روحانی پرنٹنگ پریس، اپریل ۱۹۹۱ء، ص۔۱۹۸

۱۷۔ بھپلا، ملک اقبال حسن، بیٹ جھناں دا، ملتان، جھوک پرنٹرز، ۱۹۹۸ء، ص۔۱۰۸

۱۸۔ ملتانی، عابدہ، ڈکھ داڈاج، ملتان، جھوک پرنٹرز، ۲۰۱۰ء، ص۔۱۰۱

۱۹۔ لودھراں، کشور، دل نی راہندا، لودھراں، بزم فرید، اگست ۲۰۰٤ء، ص۔۵٦

۲۰۔ رفیق ساحل، نروار، خان پور، دھریجہ پرنٹرز، مارچ ۱۹۹۳ء، ص۔٤۰